www.KitaboSunnat.com

کتاب وحکمت

نواب صدیق حسن خاں

ترجمان القرآن

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

(البقرۃ : ۳۰)

"اور وہ وقت یاد کیجئے جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ انھوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے، اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا، میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

تخلیق آدمؑ:

اللہ تعالیٰ بنی نوع آدم کو اپنے احسان ومنت کی خبر دیتا ہے کہ دیکھو تمہاری ایجاد کرنے سے پہلے تمہارا ذکر ملأ اعلیٰ میں کیا تھا، تمہارا خلیفہ ہونا ایک دوسرے کے بعد قرن در قرن، قوم در قوم ٹھہرایا۔ جس طرح فرمایا:

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ (فاطر: ۳۹)

"وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ (جانشین) بنایا"

اور فرمایا:

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ (نمل: ۶۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور سکون تم کو زمین میں اگلوں کا جانشین بناتا ہے۔"

پھر فرمایا :

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ (نحل : ۶۰)

"اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو تمہاری جگہ زمین میں رہتے۔"

پھر فرمایا :

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ط (الأعراف : ۱۶۹)

"پھر اُن کے بعد ناخلف اُن کے قائم مقام ہوئے۔"

ابن کثیرؒ نے فرمایا، اس جگہ خلیفہ سے مراد صرف آدمؑ نہیں ہیں جس طرح کہ مفسرین کے ایک گروہ کا خیال ہے۔ قرطبیؒ نے اسے ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ اور دوسرے تمام اہل تاویل کی طرف منسوب کیا ہے۔ کیونکہ اس میں نظر ہے اور بڑا اختلاف ہے۔ امام رازیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اگر صرف آدمؑ مراد ہوتے تو فرشتے یہ نہ کہتے کہ تو مفسدوں اور خونریزوں کو کیوں مقرر فرماتا ہے بلکہ مراد جنس انسان ہے۔ یہ بات ملائکہ کو کسی خاص علم سے معلوم ہوئی ہوگی۔ یا طبیعت بشریہ سے اس امر کو سمجھا ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو سنا دیا تھا کہ میں اس جنس کو کھنکھناتی مٹی سے بناؤں گا۔ یا لفظ خلیفہ سے یہ سمجھا کہ خلیفہ کا کام لوگوں کے درمیان ظلم کے فیصلوں کو روکنا، حرام اور گناہ والے کاموں سے باز رکھنا بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات ملائکہ کی کچھ بطور اعتراض کے یا بطور بنی آدم کے حسد پر نہ تھی۔ جس طرح بعض مفسرین کا خیال ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ (أنبياء : ۲۷)

"اُس کی اجازت کے بغیر وہ کوئی بات نہیں پوچھ سکتے۔"

بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۝ (أنبياء : ۲۶)

"بلکہ جن کو یہ لوگ اس کے بیٹے بیٹیاں سمجھتے ہیں، وہ اس کے عزت والے بندے ہیں۔"

یعنی حسد سے بری ہیں اور یہاں تو اللہ نے اُن کو خلق کا پیدا کرنا جتا دیا تھا۔ بلکہ یہ سوال بطور دریافت حال کے تھا کہ اس طرح کی مخلوق پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے، وہ لوگ تو مفسد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خونریز ہوں گے ، سو اگر عبادت درکار ہے تو ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ ہم سے کوئی قصور بھی سرزد نہیں ہوتا۔ ہم پر انحصار کرنا کیا بُرا ہے۔ اللہ نے جواب دیا کہ جو مصلحت پیدائش آدم کی باوجود اس مُفسدی کے جو تم کہتے ہو مجھے معلوم ہے تمھیں معلوم نہیں ، کیونکہ مَیں اُن میں انبیاء و رسول بھیجوں گا۔ ان میں صدیق ، شہید ، صالح ، عابد ، زاہد ، اولیاء ، ابرار ، مقرب علماء ، عامل ، خاشع ، محب اور متبع پیدا کروں گا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ جب فرشتے بندوں کے اعمال لے کر آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں تو اللہ باوجودیکہ اُن سے زیادہ دانا اور علیم ہے ، سوال کرتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ، وہ کہتے ہیں ہم اُن کے پاس گئے تھے ، وہ نماز پڑھ رہے تھے ، یہ اس لئے کہ فرشتے ہمارے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں۔ صبح اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوتے ہیں۔

دُوسری حدیث میں آیا ہے کہ رات کا عمل دن سے پہلے اور دن کا عمل رات سے پہلے اللہ کی طرف جاتا ہے۔ سو ملائکہ کا یہ کہنا کہ ہم نے اُن کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ، گویا اس آیت کی تفسیر ہے۔

إِنِّيٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (البقرۃ)

"اللہ نے فرمایا ، مَیں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے جواب امام رازیؒ وغیرہم نے ذکر کئے ہیں۔ یہ جواب اُن سب میں سے زیادہ واضح ہیں۔ ابنِ عباسؓ نے فرمایا ، پہلے اس زمین میں جنّوں کی رہائش تھی ، جب اُنھوں نے فساد کیا اور خونریزی کی اور بعض نے بعض کو قتل کیا تو اللہ نے اُن کے قتل کے لئے ابلیس کو بھیجا تو ابلیس نے مار دھاڑ کر کے اُنھیں دریاؤں اور پہاڑوں کی طرف نکال دیا۔ پھر اللہ نے آدم کو پیدا کر کے اس جگہ بسایا اس لئے اُنھیں خلیفہ فرمایا۔ ابنِ عمرؓ کا فرمان ہے کہ جنات آدمؑ سے دو ہزار سال پہلے تھے۔ اُن کے فساد و خونریزی کے سبب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے اُنھیں سمندروں کے جزیروں کی طرف نکال دیا اور اُن کی جگہ آدمؑ کو آباد کیا۔

تسبیح :

قتادہؒ نے فرمایا ، تسبیح سے مراد سُبحٰن اللہ کہنا ہے ، تقدیس سے مراد نماز پڑھنا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی بات صحابہؓ کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے۔ مجاہدؒ نے فرمایا، تسبیح سے مراد تعظیم ہے اور تقدیس سے مراد تکبیر ہے۔ ضحاکؒ نے فرمایا، تقدیس تطہیر ہے۔ محمد بن اسحٰقؒ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ ہم تیری نافرمانی نہیں کریں گے اور نہ کوئی ایسی بات جو تجھے ناپسند ہو۔

ابن جریرؒ نے فرمایا، تقدیس کہتے ہیں تعظیم و تطہیر کو یعنی بڑھائی کرنا، پاکیزگی بیان کرنا، اسی سے یہ لفظ مشتق ہے "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ" یعنی ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے اور تیری برأت کا اعلان کرتے ہیں ہر اس چیز سے جسے اہل شرک تیری طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہم تجھے ہر اس میل کچیل سے منزہ و مبرا تسلیم کرتے ہیں جسے اہل کفر تیری طرف نسبت دیتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ سے پوچھا گیا سب سے افضل کلام کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جسے اللہ نے اپنے فرشتوں کے لئے منتخب کیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

بیہقیؒ نے عبدالرحمٰن بن قرطؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے معراج کی رات آسمانوں کی بلندیوں پر تسبیح سنی۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى

مسئلہ امامت:

قرطبیؒ وغیرہ نے فرمایا، اس آیت سے مراد یہ ہوئی کہ مخلوقات کے فیصلے، جھگڑوں کو ختم کرنے، مظلوم کی دادرسی، اقامت حدود اور بے حیائی اور برے کاموں سے منع کرنے کیلئے خلیفہ کا مقرر کرنا لازم ہوا۔ ایسے کام امام کے بغیر سرانجام نہیں پاسکتے۔ یہ امامت یا تو "نص" سے مل سکتی ہے، جس طرح حضرت ابوبکرؓ امام ہوئے یا "ایماء" سے یا خلیفہ بنانے سے جس طرح حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ ٹھہرایا۔ یا صلحاء کی ایک جماعت کے مشورے پر چھوڑ دینے سے جس طرح حضرت عمرؓ نے کیا یا ارباب حل و عقد کے ایسے اجتماع سے جب وہ کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں یا کسی ایک شخص کے بیعت کر لینے پر کر اس کا التزام جمہور کے نزدیک واجب ہے۔ امام الحرمین (امام جوینیؒ) نے کہا کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ واللہ اعلم۔

یا امامت اس طرح بھی ثابت ہو سکتی ہے کہ ایک آدمی اپنی اطاعت پر لوگوں کو مجبور کرے۔ اس کی اطاعت بھی لازم ہو جاتی ہے تاکہ اختلاف، افتراق اور انتشار پیدا نہ ہو۔ امام شافعیؒ نے اسے نص سے ثابت کیا ہے۔ عقد امامت کے لئے گواہی کا ہونا بعض کے نزدیک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرط اور بعض کے لئے شرط نہیں ہے۔ گواہی کے لئے دو گواہ کافی ہیں۔ یہ بات واجب ہے کہ امام، آزاد، بالغ، مرد، عاقل، مسلمان، عادل، مجتہد، صاحب بصیرت، تندرست و توانا فن سپاہ گری کا ماہر، قریشی نسب ہو۔ یہی صحیح ہے۔ ہاشمی ہونا یا خطأ سے معصوم ہونا شرط نہیں ہے۔ امام فسق سے معزول نہ ہوگا۔ ہاں اگر کفر صریح ظاہر ہو تو معزول ہوگا۔ یا اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی طرف سے کوئی دلیل اس کی معزولی کی موجود ہو۔ امام کے خود معزول ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے خود خلافت حضرت امیر معاویہؓ کو دے دی تھی۔ آپؓ خود معزول ہوئے۔ لیکن اُن کی معزولی عُذر کے سبب تھی اور اس پر اُن کی تعریف کی گئی ہے۔

دو یا دو سے زیادہ اماموں کا ایک وقت میں امام بننا درست نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی تمہارے پاس آئے اس صورت میں تمہارا کام ہو رہا ہو، وہ تمہارے درمیان جدائی ڈالنا چاہے، تم اُسے مار ڈالو۔ خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ جمہور کا بھی یہی قول ہے۔ امام الحرمین وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ہاں اُستاذ ابو اسحٰقؒ نے دو یا دو سے زیادہ اماموں کا مقرر ہونا جائز بتایا ہے۔ مگر صرف اس صورت میں جب اقطار دُور دراز اور سلطنت بہت وسیع ہو۔ امام الحرمین کو اس پر تردد ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ خلفائے بنی عباس عراق میں تھے، فاطمیین مصر میں، اموی مغرب میں۔ ہم اس مسئلے کی تفصیل کسی اور جگہ کتاب الاحکام کی روشنی میں لکھیں گے۔ یہ قول ابن کثیرؒ کا ہے۔

مَیں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ طوائف الملوکی کا ہے۔ اس کی تحقیق کتاب "حسن المساعی" میں اچھی لکھی گئی ہے۔ اُستاذ ابو اسحٰقؒ کا کہنا درست ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ہم ایک خلیفہ مقرر کر رہے ہیں، اُن فرشتوں سے تھا جو زمین میں آباد تھے جنھوں نے جنات کو زمین سے نکالا تھا یا مطلق فرشتوں سے تھا۔ اس سے اللہ کا منشا فرشتوں کو مشاورت کی تعلیم دینا آدمؑ کی تعظیم بتانا تھا۔ اور اپنی ایجاد کی حکمت جتانا مقصود تھا کہ جس میں خیر غالب ہو اس کو شر کے مقابلے میں اختیار کرنا بہتر ہوتا ہے۔ بعض نے کہا، یہ کچھ فرشتوں سے مشورہ نہ تھا بلکہ اُن کے دل کی بات دریافت کرنا مقصود تھا۔ بعض نے کہا، بلکہ یہ بندوں کے لئے ارشاد ہے کہ تم آپس میں مشورہ کیا کرو۔ اِس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتوں کو علمِ غیب نہیں ہے۔ اور نہ اللہ کے سوا کوئی غیب کو جانتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَھُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

"اور اُس نے آدمؑ کو سب چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انھوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ تُو پاک ہے جتنا علم تُو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ بیشک تُو دانا اور حکیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو حکم دیا کہ اے آدمؑ! تم ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ جب انھوں نے اُن کو اُن کے نام بتائے تو فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو سب مجھے معلوم ہے۔"

اشرف المخلوقات:

اللہ تعالیٰ نے اس جگہ فرشتوں پر آدمؑ کی فضیلت بیان کی کہ ہم نے آدمؑ کو علمِ اسماء کے ساتھ مختص کیا، وہ ہر چیز کا نام جانتا تھا۔ اور فرشتے نہیں جانتے تھے۔ یہ واقعہ فرشتوں کے آدمؑ کو سجدہ کرنے کے بعد ہوا۔ لیکن اس فعل اور شرف کو اس قصے پر اس لئے مقدم رکھا کہ اس مقام کو ملائکہ کے عدمِ علم اور آدمؑ خلیفہ کی پیدائش کی حکمت کے ساتھ مناسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس امتحان کا اس جگہ ذکر کیا تاکہ آدمؑ کا علم میں شرف فرشتوں پر ظاہر ہو۔

عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اُن کی اولاد کے نام اور جانوروں کے نام کہ یہ گدھا، گھوڑا، اونٹ اور یہ زید، عمر اور بکر الگ الگ بتا دیئے۔ اُن کا دوسرا فرمان یہ ہے کہ وہ اسماء یہی متعارف نام تھے۔ جو سب لوگ بولتے چالتے ہیں۔ مثلاً انسان، دواب (چوپائے) سماء (آسمان)۔ ارض، سہل، بحر، خیل (گھوڑا) حمار (گدھا) وغیرہ۔ تیسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اُن کو پلیٹ، دیگچی یہاں تک کہ بڑے چھوٹے پیالے کا نام بھی سکھایا۔

مجاہدؒ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ہر چیز کا نام، ہر جانور کا نام، ہر پرندے کا نام بتایا۔ ربیعؒ نے کہا، اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو فرشتوں کے نام بتائے۔ بعض نے کہا ستاروں کے نام سکھائے۔ بعض نے کہا آدمؑ کی ساری اولاد کے نام بتائے۔ ابنِ جریرؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ ابنِ کثیرؒ نے فرمایا، کہ تمام چیزوں کے نام بتائے مع ذات وصفت اور فعل کے۔ جیسا ابنِ عباسؓ نے فرمایا، حَتّٰی الفَسْوَت وَالفُسَیَّۃ۔ یعنی کبیر صغیر (چھوٹا بڑا) سب کچھ سکھادیا۔

صحیح بخاری میں مرفوعاً حضرت انسؓ سے آیا ہے، قیامت کے دن مومنین اکٹھے ہو کر کہیں گے، چلو اپنے رب کے پاس کسی سے سفارش کرائیں۔ آدمؑ کے پاس آکر یہ کہیں گے، آپ سب انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا، ہر چیز کا نام آپ کو سکھایا آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کریں۔ الآخ۔ اسے مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہاں فقط مقصود "وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ" کہ آپ کو ہر چیز کے نام بتلائے" ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ آدمؑ کو ساری مخلوقات کے نام سکھائے۔ پھر ان ناموں کو آدمؑ نے ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔

ابنِ مسعودؓ اور ایک جماعت صحابہؓ کا یہ قول ہے کہ مخلوقات کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔

مجاہدؒ کا فرمان ہے کہ آسمان والوں کو پیش کیا۔ حسنؒ وقتادہؒ نے کہا ہر چیز کا نام سکھایا۔ وہ ہر چیز کا نام لیتے، ایک ایک گروہ پیش کیا جاتا۔ مطلب یہ ہوا کہ فرشتوں سے یہ کہا گیا کہ یہ اشیاء تمہارے سامنے پیش کی گئی ہیں ان کے نام بتاؤ۔ اگر تم یقیناً اس بات میں سچے ہو کہ میں جس کو زمین میں خلیفہ بناؤں گا وہ فسادی اور خونریز ہوگا۔ اور جو تم رہو گے تو مطیع وفرمانبردار ہوگے۔ لہٰذا جب تمھیں ان چیزوں کے جو تمھیں دکھائی گئی ہیں نام تک معلوم نہیں۔ حالانکہ تم انھیں دیکھ رہے ہو تو جو چیزیں ابھی وجود میں نہیں آئیں، ان کا تمھیں کیا خاک علم ہوگا۔ اس پر ملائکہ نے تنزیہہ تقدیس بیان کی۔ اور اپنی کم علمی کا اعتراف کیا۔ ابنِ عباسؓ نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ تنزیہہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہر برائی سے

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا یہ کیا کلمہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس کلمے کو اپنے لئے پسند کیا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کلمے کا ورد کیا جائے۔ میمونؒ بن مہران نے کہا۔ یہ ایک ایسا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ زیدؒ بن اسلم فرماتے ہیں۔ آدمؑ نے فرشتوں کے نام یوں بتائے تم جبرئیلؑ ہو، یہ میکائیل ہے، وہ اسرافیل ہے۔ یہاں تک کہ سارے نام غُراب (کوا) تک گن ڈالے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہدؒ نے کہا، کبوتر، کوّا ہر چیز کا نام لیا۔ پھر جب آدمؑ کی فضیلت فرشتوں پر ان اشیاء کے نام بیان کرنے سے ظاہر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا۔ کیا میں نے تمھیں یہ نہیں کہا تھا کہ میں ہر غیب ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى۔ (طٰهٰ ۷) "اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے۔"

اور ہدہد کی زبان سے حضرت سلیمانؑ کو یوں خبر دی:

اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (النمل: ۲۵، ۲۶)

"یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ کو جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اعمال کو جانتا ہے کیوں سجدہ نہ کریں۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

ابن عباسؓ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ میں خفیہ کو اسی طرح جانتا ہوں جس طرح اعلانیہ کو۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے فرمایا "مَا تُبْدُوْنَ" سے فرشتوں کا قول مراد ہے "اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا" اور "تَكْتُمُوْنَ" سے مراد ابلیس کے نفس کا تکبر اور غرور مراد ہے۔ ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ قتادہؒ وغیرہ نے فرمایا کہ "تَكْتُمُوْنَ" سے مراد فرشتوں کا وہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوق بنائی ہے سب سے زیادہ علم ہمیں ہے۔ اور ہم سے زیادہ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب نہیں۔ اب ان کو معلوم ہو گیا کہ آدمؑ کو ان پر علم اور شرف میں فضیلت حاصل ہے۔ ابن جریرؒ نے کہا اس سلسلے میں سب سے بہتر قول ابن عباسؓ کا ہے کہ جو تم زبان سے کہتے ہو وہ اور جو تم دل میں چھپاتے ہو وہ سب میرے لئے برابر ہے۔ کوئی چیز خفیہ یا اعلانیہ مجھ پر مخفی نہیں۔

"کشاف" میں ہے کہ "آدمؑ" "عجمی" نام ہے۔ یہی قول بیضاوی اور سمین کا بھی ہے کہ یہ نام کسی لفظ سے اخذ نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کر لیا تو سب چیزوں کے نام ان کو سکھا دیئے۔ کسی نے ناموں سے مراد یہاں دنیا کی ساری زبانیں مراد لیا ہے۔ جب آدمؑ کی اولاد بکھر گئی تو کسی کو عربی زبان یاد رہی، کوئی دوسری بھول گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض نے کہا علمِ اسماء سے مراد لفظ، معنی، مفرد، مرکب، حقیقت اور مجاز سب کچھ سکھا دیا۔

بعض نے کہا اسم سے مراد وہ لفظ ہے جو معانی پر دلالت کرے۔ خواہ ذات ہو یا صفات۔ پس اس میں اسم، فعل، حرف سب شامل ہیں۔ یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے سب اسمائے حسنیٰ سکھا دیئے تفسیر مظہری میں ہے۔ مگر خصوص سے عموم بہتر ہوتا ہے۔ "علیم" اُسے کہتے ہیں جس کو ساری معلومات کا احاطہ ہو۔ حکیم قاضی عادل کو کہتے ہیں یا اُس کو جس کا کام بہت پختہ ہو۔ اور اُس کے کام میں کوئی خلل نہ آسکے۔

اس آیت سے یہ بھی استنباط ہوا کہ آدمؑ نبی متعلّم تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ تم اُن کو نام بتاؤ۔ اور نام بتانے سے یہ ثابت ہوا کہ علم کو جہالت پر فوقیت ہے۔ اسی لئے خلافت کے لئے علم شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر آدمؑ کی اس فضیلت کو ظاہر کیا تھا۔ علم سے بڑھ کر اگر کوئی اور شرف ہوتا تو اللہ تعالیٰ آدمؑ کی فضیلت کے لئے اس کا اظہار فرماتا۔ اِسی علم کی فضیلت کی وجہ سے فرشتوں کو آدمؑ کے سجدے کے لئے کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ محبّتِ علم کے لئے نہ کہ شخصی تعظیم کے لئے۔

طیبیؒ نے فرمایا اس آیت سے معلوم ہوا کہ زبان کا علم عبادت سے بڑھ کر ہے۔ پھر علم شریعت کا کیا ذکر؟ پھر یہ فرمان کہ میں آسمان و زمین کے غیب کو جانتا ہوں، اِس بات پر دلیل ہے کہ غیب دانی کا دعویٰ یا کسی چھپی بات پر مطلع ہونے کا جس طرح منجّم اور کاہن، اہل رمل، جادوگر اور شعبدہ باز کرتے ہیں، مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا، نہ فرشتے، نہ انبیاء، نہ اولیاء۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ ۝

"اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان انکار اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔"

یہ ایک دُوسری کرامت اور شرف ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی اولاد پر احسان رکھا کہ ہم نے فرشتوں سے آدم کو سجدہ کرایا۔ اس باب میں بہت سی احادیث آتی ہیں۔ حدیثِ شفاعت پہلے گزر چکی ہے۔ موسیٰؑ و آدمؑ کی جب ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی اُن سے یہی کہا کہ تم وہی آدمؑ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اس میں اپنی رُوح پھونکی، اپنے فرشتوں سے اس کو سجدہ کروایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس فرماتے ہیں۔ ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلے سے تھا جسے جن کہتے ہیں۔ یہ قبیلہ منجملہ دوسرے فرشتوں کے گرم آگ سے پیدا کیا گیا تھا۔ اس کا نام حارث تھا۔ یہ بھی ایک جنت کا خزانچی ہو گیا تھا۔ باقی سب فرشتے نور سے پیدا ہوئے۔ وہ جنات جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ اُن کی پیدائش آگ کے شعلے سے ہوئی۔ شعلہ آگ کی زبان ہوتا ہے۔ انسان مٹی سے بنا ہے۔ سب سے پہلے اس میں جن آباد ہوئے۔ جب انھوں نے زمین میں فساد کیا اور خون بہایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک لشکر ابلیس کے ساتھ اُن کے خلاف بھیجا۔ یہ فرشتے اسی قبیلے سے تھے جن کو "جن" کہتے ہیں۔ جب ابلیس نے اُن کو مار کر زمین کے اطراف واکناف اور پہاڑوں کی طرف بھگا دیا تو ابلیس کے دل میں یہ غرور پیدا ہوا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے جو کسی دوسرے نے نہیں کیا۔ اللہ کو اس کے دل کی بات پر خبر ہوئی، وہ فرشتے جو اس ابلیس کے ساتھ گئے تھے۔ ان کو اس کا علم نہ ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب مقرر کروں گا تو انھوں نے کہا جس طرح جنات نے فساد کیا، خون بہایا، اسی طرح یہ بھی کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مجھے معلوم ہے تم نہیں جانتے۔ یعنی اس کبر وغرور کو جو ابلیس کے دل میں ہے صرف میں جانتا ہوں۔ پھر آدمؑ کا خمیر اٹھا کر ایک چپکتی، کھنکھناتی خاک سے پیدا کیا۔ اپنے ہاتھ سے بنایا۔ چالیس رات تک اُن کا پتلا پڑا رہا۔ ابلیس آتا پاؤں سے ٹھوکر مارتا تو وہ پتلا آواز پیدا کرتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔ (الرحمٰن ۱۴)

"ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا۔"

ابلیس اس پتلے کے منہ کی طرف سے داخل ہو کر پشت کی طرف سے نکل جاتا اور کبھی پشت کی طرف سے داخل ہو کر منہ کی طرف سے نکل آتا۔ پھر کہتا تو صرف اس آواز کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، کسی اور کام کے لئے بنایا گیا ہے۔ اگر میں تجھ پہ غالب آ گیا تو تجھے برباد کر دوں گا۔ اور اگر تو مجھ پر غالب آیا تو میں تیری نافرمانی کروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس پتلے میں اپنی روح پھونکی تو یہ روح سر کی طرف سے شروع ہوئی۔ جہاں تک بدن میں روح جاتی خون اور گوشت بنتا جاتا۔ جب ناف تک روح پہنچی۔ آدمؑ بدن کو دیکھ کر خوش ہوئے اور چاہا کہ اُٹھ بیٹھیں مگر نہ اُٹھ سکے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا:

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ (الأنبیاء ۳۷)

"انسان کچھ ایسا جلد باز ہے کہ گویا جلد بازی ہی سے بنایا گیا ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی خوشی اور غمی میں صبر نہیں کرتا، جلد باز ہے۔ جب سارے پتلے میں روح پہنچ گئی تو آدمؑ کو چھینک آئی تو اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا۔ یہ کہنا اللہ تعالیٰ کے الہام سے تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا آدَمُ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں سے جو ابلیس کے ساتھ فساد اور خونریزی ختم کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے (اُن فرشتوں سے نہیں کہا جو آسمانوں میں تھے) کہ تم آدمؑ کو سجدہ کرو۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اُس نے غرور کیا اُس کے دل میں تکبر تھا۔ جی میں کہتا تھا، میں اس کو ہرگز سجدہ نہ کروں گا، اس لئے کہ میں اس سے کہیں بہتر ہوں، عمر میں بڑا، پیدائش میں قوی ہوں۔ یہی مطلب اس آیت کا:

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ؁ (الأعراف: ۱۲)

تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اِس آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا ہے؟

یعنی آگ مٹی سے زیادہ زبردست ہے۔ جب ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہر طرح کی خیر سے محروم کر کے شیطان رجیم بنا دیا۔ یہ اُس کی معصیت کی سزا تھی۔ پھر آدمؑ کو سب چیزوں کے نام بتاتے۔ سب چیزوں کو حاضر کر کے ان فرشتوں کے سامنے جو ابلیس کے ہمراہ تھے نام پوچھے۔ سب نے اللہ تعالیٰ کا غصہ جانتے ہوئے علمِ غیب سے اپنی برأت کا اعلان کیا۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس اثر کا سیاق و سباق غریب ہے۔ تفسیرِ مشہور ابنِ عباسؓ کی اسی اسناد سے آئی ہے۔ تقریباً ایسی ہی بات سدیؒ نے روایت کی ہے۔ سدیؒ کی تفسیر میں اسرائیلیات بہت ہیں۔ عین ممکن ہے کہ بعض باتیں اُن میں مندرج صحابہؓ کے اقوال نہ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ صحابہؓ نے گزشتہ کتابوں سے بعض باتیں لی ہوں۔ حاکمؒ نے مستدرک میں سدیؒ کی اسناد کو بعینہٖ لا کر بخاری شریف کی شرط پر بیان کیا ہے۔ پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا۔ اس کی غرض یہ ہے کہ جب اللہ نے ملائکہ کو آدمؑ کے سجدے کا حکم دیا تو ابلیس بھی اس حکم میں داخل تھا، اگرچہ اُن کی جنس میں سے نہ تھا مگر فرشتوں جیسے کام کر کے اُن میں شامل ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر کے مذموم ٹھہرا۔

اِس کی تفصیل كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهٖ۔ (الکھف: ۵۰) کے ضمن میں آئے گی۔ (إن شاء الله تعالى)۔

(جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ